فتویٰ نمبر:[۵۴] بسم الله الرحمٰن الرحيم تاریخ:[۲۰۲۱/۰۸/۲۴]

سوال

مفتیانِ کرام سے گزارش ہے کہ کیا اسٹیٹ لائف کمپنی میں انشورنس کروانا جائز ہے کہ نہیں؟

مستفتی: ہمایوں خان، پشاور

جواب

الحمدلله وحده، والصلاة والسلام على من لا نبي بعده!

بیمہ یا انشورنس (insurance) کے قائلین اسکا تاریخی پس منظر کچھ یوں بیان کرتے ہیں کہ ۱۴۰۰ء میں اٹلی کے تاجروں میں سے ایک تاجر کا جہاز سمندر میں غرق ہو گیا اور وہ انتہائی تنگ دست ہو گیا۔ دوسرے تاجروں نے اسکے ساتھ تعاون کیا، اور اس کے لیے کچھ رقم اکٹھی کر کے اسے اس قابل بنایا، کہ وہ اپنے پاؤں پر کھڑا ہو سکے۔ چونکہ ایسے حادثات کا آئندہ بھی امکان تھا، سو تاجروں نے ملکر یہ فیصلہ کیا کہ آئندہ تمام تاجر ہر ماہ یا ہر سال جیسے بھی سہولت ہو، ایک معین رقم ادا کر دیا کریں تا کہ اس فنڈ سے اس قسم کے حوادثات و خطرات کے نقصان کا کسی حد تک تدارک کیا جا سکے۔

انشورنس کا یہ پس منظر ہی کفار کی تنگ دلی کی واضح مثال ہے! جبکہ اسلام نے ایسے حوادث کے پیشِ نظر ایک بہترین نظام متعارف کروایا ہے جسے "صدقہ" کہا جاتا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

"رَجُلٌ أَصَابَتْهُ جَائِحَةٌ اجْتَاحَتْ مَالَهُ، فَحَلَّتْ لَهُ الْمَسْأَلَةُ حَتَّى يُصِيبَ قِوَامًا مِنْ عَيْشٍ"[صحیح مسلم: ۱۰۴۴]

ایسا شخص جس پر کوئی آفت آئی، اور اسکا سارا مال نگل گئی، تو اسکے لیے سوال کرنا حلال ہو جاتا ہے، حتی کہ وہ معاشی طور پر مستحکم ہو جائے۔

ایسے لوگوں کو "غارمین" کہہ کر اللہ تعالی نے زکاۃ کے مال میں بھی ایسے لوگوں کا حق رکھا ہے۔[سورۃ التوبۃ: ٦٠]اور صاحب حیثیت مسلمانوں پر فرض کیا ہے، کہ وہ اپنے مال میں سے ہر سال مخصوص رقم "زکاۃ" کی مد میں نکالیں۔ اسی طرح نفلی صدقات کرنے پر بھی انہیں ترغیب دلائی گئی ہے کہ وہ اپنے مال میں سے فرضی صدقہ (زکاۃ، عشر، فطرانہ وغیرہ) کے علاوہ بھی اللہ کے راستے میں خرچ کریں۔ پھر اسلام نے یہ پابندی بھی نہیں رکھی کہ جو صدقہ دے گا، مصیبت میں صرف اسی کو ہی صدقہ دیا جائے گا۔ بلکہ ہر وہ شخص جو اسلام قبول کرلے، اگر وہ صدقہ کا مستحق ہے، تو اس پر صدقات حلال ہو جاتے ہیں۔

اسلام کے اس حسین نظامِ صدقات وزکاۃ کے مقابل قائم کیا جانے والا بیمہ یا انشورنس کا نظام انتہائی بھیانک قسم کا ہے۔ مختلف انشورنس کمپنیاں سادہ لوح عوام کو سبز باغ دکھا کر، ملمع سازی کرتے ہوئے اپنے جال میں پھنساتی ہیں۔ اسی طرح کئی بڑی بڑی کمپنیوں کے "عقلمند" ان شاطروں کی چرب زبانی کا شکار ہو کر اپنے تمام تر ملازمین کے لیے بیمہ کو لازم قرار دے دیتے ہیں۔

جبکہ شرعی نقطہ نظر سے اگر دیکھا جائے تو بیمہ یا انشورنس جسے بعض لوگوں نے "تکافل" کا خوبصورت نام دے کر حلال کرنے کا حیلہ کیا ہے، درجِ ذیل کئی ایک قباحتوں کا مرکب ہے:

- اس میں ربا (سود)، قمار (جوا) اور غرر (دھوکہ دہی) ہے۔ لائف انشورنس ہو یا میڈیکل انشورنس، مکان ودکان کی انشورنس ہو، یا گاڑیوں کی، ہمہ قسم انشورنس میں یہ چیزیں پائی جاتی ہیں۔
- اسکے ساتھ ساتھ مسلمانوں کے ایمان بالقدر کے عقیدہ کو بھی انشورنس کمزور کر دیتی ہے۔ اور شریعت کے نظامِ وراثت کو بھی متاثر کرتی ہے، کیونکہ انشورنس میں مرنے والے کی رقم اسکے نامزد کردہ افراد کو ملتی ہے۔
- انشورنس پر بونس کے نام سے دیا جانے والا سود، اور اس میں پایا جانے والا غرر یعنی دھوکہ (کیونکہ نہ تو بیمہ دار کو معلوم ہوتا ہے کہ وہ کتنی رقم ادا کرے گا اور نہ ہی کمپنی کو معلوم ہوتا ہے کہ وہ کیا وصول

کرے گی) جس طرح واضح طور پر حرام ہے، بعینہ اس میں پایا جانے والا اِضرار (نقصان پہنچانا) بھی ناجائز ہے۔ کیونکہ اگر کوئی شخص بیمہ پالیسی ترک کرنا چاہے تو اسکی چالیس فیصد رقم کمپنی ضبط کر لیتی ہے، اور بسا اوقات تو جس شخص کا بیمہ ہوا ہوتا ہے اسے اسکے ورثا ہی قتل کر دیتے ہیں، تاکہ جلد تھوڑے نقصان کے ساتھ زیادہ رقم ہاتھ آئے۔

ان قباحتوں کی وجہ سے بیمہ یا انشورنش، چاہے جس کمپنی یا ادارے کی طرف سے بھی ہو، شرعی طور پر واضح حرام اور ناجائز ہے۔ لہذا کبھی بھی انشورنس نہ کروائیں اور اگر کوئی ایسی کمپنی ہے جو انشورنس کے بغیر ملازمت نہیں دیتی تو اس سے کنارہ کر کے کہیں اور اللہ کا فضل تلاش کریں۔

وآخر دعوانا أن الحمد للہ رب العالمین

وکتبہ: محمد رفیق طاہر

مفتیانِ کرام

فضیلۃ الشیخ ابو محمد عبد الستار حماد حفظہ اللہ (رئیس اللجنۃ)

فضیلۃ الشیخ عبد الحلیم بلال حفظہ اللہ

فضیلۃ الشیخ جاوید اقبال سیالکوٹی حفظہ اللہ

فضیلۃ الدکتور عبد الرحمن یوسف مدنی حفظہ اللہ

لجنۃ العلماء للإفتاء
www.ulamaweb.com
fatwa@ulamaweb.com +923098280125

فضیلۃ الشیخ سعید مجتبی سعیدی حفظہ اللہ

فضیلۃ الشیخ ابو عدنان محمد منیر قمر حفظہ اللہ